امیر محمد بن اسماعیل صنعانی ترجمہ : مولانا سیف الرحمٰن الفلاح

قسط (۲)

آئینہ توحید

"تطہیر الاعتقاد عن درن الالحاد" کا اردو ترجمہ

الفصل الاول، عبادت کی اقسام!

جب آپ نے ان قواعد اور اصولوں کو پہچان لیا تو آپ یہ بھی جان لیں کہ اللہ نے عبادت کو کئی اقسام میں منقسم فرمایا ہے۔ کچھ ان میں اعتقادی ہیں جو دین کی بنیاد ہیں۔ مثلاً اس بات کا اعتقاد رکھے کہ وہ یقینی طور پر اس کا رب ہے۔ پیدائش اور امر کے معاملہ پر اس کا مکمل کنٹرول ہے۔ نفع و نقصان پر اسے مکمل دسترس ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں کسی کو سفارش کرنے کی ہمت نہیں ہو گی۔ وہ ایسا معبود نہیں کہ غیر کو اپنی عبادت میں شامل کرے کیونکہ یہ الوہیت کے لوازم میں سے ہے۔ کچھ عبادتیں زبانی ہوتی ہیں جیسے کلمہ توحید کا زبان سے اقرار کرنا تو جو شخص مذکورہ کلمہ کا اعتقاد رکھتا ہے۔ لیکن زبان سے نہیں کہتا تو اس کے جان و مال کی حفاظت نہیں ہو گی، وہ شخص ابلیس کی مانند ہو گا کیونکہ وہ توحید ربانی کا قائل ہے بلکہ اس کا اقرار بھی کرتا ہے۔ جیسا کہ اس کے متعلق ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ ہاں البتہ اس نے اللہ کے حکم سے سرتابی کی، جس کی بنا پر اس پر کفر کا فتویٰ صادر ہو گیا۔ جو شخص زبان سے کلمہ توحید پڑھتا ہے لیکن اس کے مطابق اس کا عقیدہ نہیں تو اس کی جان و مال مسلمانوں پر حرام ہیں۔ اور اپنے اندرونی نفاق کا اللہ کے ہاں جوابدہ ہو گا۔ ایسا شخص منافقوں کے زمرہ میں شمار ہو گا اور اس پر منافقوں کے مطابق احکام نافذ ہوں گے۔

بدنی عبادات جیسے نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ وغیرہ۔ روزہ اور حج کے افعال بھی اسی عبادت میں شمار ہیں۔

مالی عبادت جیسے اللہ کے حکم کی پیروی کرتے ہوئے اپنے مال سے کچھ متعین حصہ اللہ کی راہ میں دینا۔ پھر مالی اور بدنی عبادات میں سے کچھ امور واجب ہیں اور کچھ مستحب۔ مالی، بدنی اور قولی عبادات میں واجبات اور مستحبات بے شمار ہیں لیکن ان کی بنیاد ان مذکورہ بالا امور پر ہے۔

جب ان امور سے آپ کو آگاہی ہوگئی تو آپ یہ بھی جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اول سے آخر تک تمام انبیاءؑ کو اس لیے بھیجا تھا تاکہ لوگوں کو اس امر کی دعوت دیں کہ اللہ کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہ ٹھہرائیں۔ وہ صرف اس لیے نہیں تشریف لاتے تھے کہ لوگوں کو بتائیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں جو تخلیقی امور میں اس کا معاون اور مددگار ہو۔ کیونکہ اس کا تو وہ اقرار کرتے تھے اور اس بات کو تسلیم کرتے تھے جیسا کہ ہم گذشتہ سطور میں ثابت کر چکے ہیں۔ اسی لیے وہ اپنے پیغمبر سے کہتے تھے کہ:

"اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ۔" (اعراف ع ۹)

"کیا تو ہمیں اس بات پر لگانا چاہتا ہے کہ ہم اپنے تمام بتوں کو چھوڑ کر صرف اللہ کی عبادت کریں؟"

پیغمبروں سے اُن کی مخالفت صرف اس بات پر تھی کہ "صرف اللہ کی عبادت کرو" وہ اللہ کی ذات کے منکر نہیں تھے اور نہ اس بات سے انکار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عبادت کے لائق ہے، بلکہ وہ تو اقرار کرتے تھے کہ اللہ کی ذات لائق عبادت ہے۔ ان کو انبیاءؑ سے صرف اس بات میں اختلاف تھا کہ انبیاءؑ انہیں کہتے تھے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو جبکہ وہ اللہ کی عبادت میں اور لوگوں کو شریک کرتے تھے اور اُن کو معبود سمجھتے تھے جیسا اللہ نے فرمایا:

"فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ!" یعنی "تمہیں اس بات کا علم ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ پھر تم اللہ کا شریک کیوں بناتے ہو!"

جب وہ حج کرتے تو تلبیہ یوں پڑھتے،

"لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ!"

"میں حاضر ہوں! الٰہی تیرا کوئی شریک نہیں، لیکن ایک شریک ہے جو اپنے آپ پر اختیار نہیں رکھتا اس کا بھی تو مالک ہے!"

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ان کا تلبیہ سنتے تو فرماتے، "جب یہ لوگ" لا شریک

لَکَ" کہتے ہیں تو اللہ کی توحید کا اقرار کرتے ہیں۔ کاش! وہ اس سے اگلا کلمہ "اِلاَّ شَرِیکًا ھُوَ لَکَ" نہ کہتے!"

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کو مانتے تھے لیکن اس کے ساتھ اور لوگوں کو اس کے شریک بناتے تھے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مشرکوں کو مخاطب کر کے فرمائے گا:

"اَیْنَ شُرَکَآئِیَ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ!" (القصص: ۶۲)

"میرے جو تم نے شریک بنائے ہوئے تھے اُن کو بلاؤ تو سہی وہ کہاں ہیں؟"

ایک اور مقام پر فرمایا:

"وَقِیْلَ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ فَدَعَوْھُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَھُمْ"

(القصص: ۶۴)

"اللہ تعالیٰ مشرکوں سے فرمائے گا، تم نے جو میرے شریک بنا رکھے تھے اُن کو بلاؤ، وہ اُن کو پکاریں گے لیکن وہ ان کو کوئی جواب نہ دیں گے۔"

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"قُلِ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ کِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ!" (الاعراف ۱۹۵)

"آپ ان مشرکوں سے کہیں کہ تم نے جو اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں، ان سب کو بلا لو۔ پھر میرے ساتھ جو داؤ کرنا چاہتے ہو کر و اور مجھے مہلت مت دو۔"

تو ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اللہ کا شریک تو بناتے تھے لیکن اللہ کی ذات کے منکر نہیں تھے۔ وہ بتوں کو خدا نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کی عبادت، ان کے سامنے خشوع خضوع کا اظہار اور ان کے پاس قربانی کے جانور اس لیے ذبح کرتے تھے تاکہ وہ ان کو اللہ کے مقرب بنا دیں اور ان کی اللہ کے ہاں سفارش کریں۔ اور بس! کیونکہ وہ اس پر اعتقاد رکھتے تھے کہ ان کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور یہ اس کے ہاں سفارش کرتے ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو لوگوں کی طرف اس لیے بھیجا تاکہ ان کو اللہ کی عبادت کے ماسوا ہر شے کی عبادت سے روک دیں اور لوگوں کو بتلا دیں کہ اللہ کے شریک

بنانے کے متعلق ان کا عقیدہ سراسر غلط اور باطل ہے۔ یہ عقیدہ صرف اللہ رب العزت کے متعلق ہونا چاہیے۔ اسی کا نام توحیدِ عبادت ہے۔ توحیدِ ربوبیت کے تو وُہ قائل تھے جیسا کہ چوتھے اصول میں ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ ہم سب کا پیدا کرنے والا ہے۔

پیغمبروں کی دعوت:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وُہ توحید جس کی حضرت نوح سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاءؑ نے دعوت دی، عبادت کی توحید تھی۔ اسی لیے اللہ کے رسول اُن سے کہتے تھے:

"اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ"

"تم اللہ کے ماسوا کسی کی عبادت مت کرو۔"

"اُعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ۔"

"تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں!"

بعض مشرک ایسے تھے جو فرشتوں کو پکارتے تھے اور مصائب و شدائد کے موقعہ پر ان سے درخواستیں کرتے تھے، کچھ پتھروں کے پجاری تھے اور دُکھ درد کے موقعہ پر ان کو پکارتے تھے۔ اندریں حالات اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تاکہ ان کو ایک اللہ کی دعوت دیں اور یہ کہ صرف اُسی کی عبادت کریں جیسے ربوبیت میں، یعنی زمین و آسمان کا رب ہونے میں اسی کا اقرار کرتے تھے۔ اسی طرح کلمہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" میں اسے خالص کریں۔ اس کے معانی پر اعتقاد رکھتے ہوئے اس کے مقتضیات کے مطابق عمل کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو مت پکاریں:

چنانچہ فرمایا:

"لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَہُمْ بِشَیْءٍ۔ الآیۃ (الرعد: ۱۴)

"اللہ کو پکارنا تو برحق ہے لیکن جو لوگ اس کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں تو وُہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتے۔"

"وَ عَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔" (المائدۃ: ۲۳)

"اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو۔"

یعنی ایمان باللہ کی تصدیق کی شرط یہ ہے کہ اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کیا جائے اور توکل صرف اسی ذاتِ اقدس پر کیا جائے کہ دُعا اور استغفار اللہ کے لیے خاص ہیں۔ اللہ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ وُہ یوں کہیں: "اِیَّاکَ نَعۡبُدُ" "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں" اس کلمہ کے قائل کی تصدیق اس وقت ہو گی جب وُہ اپنی تمام عبادت اللہ کے لیے خاص کرے، ورنہ وُہ اپنے بیان میں جھوٹا ہو گا اور اسے ایسا کلمہ کہنے کی اجازت نہ ہو گی۔ کیونکہ اس کے معانی یہ ہیں کہ ہم تجھ کو عبادت میں خاص کرتے ہیں۔ اللہ کے ارشاد "فَاِیَّایَ فَاعۡبُدُوۡنِ" اور "فَاِیَّایَ فَاتَّقُوۡنِ" یعنی میری ہی عبادت کرو اور صرف مجھی سے ڈرو" کا یہی مطلب ہے جیسا کہ علم بیان سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور غیر اللہ سے مت ڈرو جیسے کشاف میں مذکور ہے تو اس کی توحیدِ عبادت کی تکمیل اس وقت ہو گی جبکہ دکھ سکھ میں ہر قسم کی نداء اور دُعاء اللہ کے لیے ہو۔ یعنی صرف اللہ سے مدد طلب کی جائے، اسی سے پناہ حاصل کی جائے، اسی کی نذر مانی جائے اور اسی کے نام کی قربانی دی جائے عبادت کی تمام اقسام خضوع و خشوع، قیام، اللہ کے سامنے عاجزی کا اظہار، رکوع، سجود، طواف، حلق و تقصیر وغیرہ، تمام امور اللہ کے لیے کئے جائیں۔ جو شخص ان امور میں سے کوئی امر اللہ کی مخلوق کے لیے کرتا ہے، خواہ وُہ زندہ ہو یا مُردہ یا جمادات وغیرہ ہو تو ایسا شخص شرک فی العبادت کا ارتکاب کرتا ہے۔ جس کے لیے وُہ یہ کام کرے گا وُہ اس کا الٰہ مقصود ہو گا اور وُہ اس کا عبادت کنندہ شمار ہو گا خواہ وُہ فرشتہ ہو یا نبی، کوئی ولی ہو یا کوئی درخت یا قبر ہو، زندہ ہو یا مُردہ۔ تو اس عبادت سے یا اس قسم کی دیگر عبادات سے اس کا عبادت کنندہ شمار ہو گا، خواہ وُہ زبان سے اللہ کی ذات کا اقرار کرے اور اس کی عبادت کرے۔ کیونکہ مشرکوں کا اللہ کا اقرار کرنا اور ان کے ذریعے اسی کا قرب حاصل کرنا انہیں مشرک ہونے سے خارج نہیں کر سکتا اور اُن کے خون بہانے اور اُن کے بچوں کو قید کرنے اور اُن کا مال لُوٹنے سے بچا نہیں سکتا۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اَنَا اَغۡنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرۡکِ"

"میرے جو شریک بنائے جاتے ہیں، میں اُن کے شرک سے بیزار ہوں اور بے احتیاج ہوں۔"

اللہ تعالیٰ ایسا کوئی عمل قبول نہیں فرماتے جس میں شرک کی آمیزش ہو تو جو شخص اللہ کی

عبادت کے ساتھ غیر کی عبادت کرتا ہے تو وہ درحقیقت اللہ کی ذات پر ایمان ہی نہیں لایا۔

توحیدِ عبادت کے بغیر توحیدِ ربوبیت بے سود ہے:

جب یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی کہ مشرک لوگ جو اللہ کا اقرار کرتے ہیں تو وہ ان کے لیے سودمند نہیں کیونکہ وہ اللہ کی عبادت میں شرک کرتے ہیں اور اُن کی یہ عبادت اللہ کے ہاں ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔ وہ ان کی عبادت یوں کرتے ہیں کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بت وغیرہ ان کو نفع و نقصان پہنچانے پر قادر ہیں اور ان کے ذریعے ان کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور یہ اللہ کے ہاں اُن کی سفارش کرتے ہیں۔ بنا۔بریں ان کے لیے قربانیاں کرتے ہیں، ان کے آثار کے گرد طواف کرتے ہیں، وہاں پر نذریں پوری کرتے ہیں۔ ان کی خدمت میں دست بستہ عاجزی اور انکسار سے کھڑے ہوتے ہیں اور اُن کو سجدہ کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی ربوبیت اور خالقیت کا اقرار کرتے اور کہتے ہیں اللہ ہمارا خالق اور پروردگار ہے۔ لیکن جب انہوں نے اس کی عبادت میں شرک کیا تو اللہ نے ان کو مشرک قرار دیا اور ان کا ربوبیت اور خالقیت کا اقرار کسی کام نہ آیا کیونکہ ان کا یہ فعل اس اقرار کے منافی ہے۔ بنا۔بریں صرف توحیدِ ربوبیت کا اقرار کرنا اس کے لیے کافی اور سودمند نہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص توحیدِ ربوبیت کا قائل ہے اسے عبادت میں بھی اللہ کو منفرد تسلیم کرنا چاہیے۔ اگر اس کا اقرار نہیں کرے گا تو اس کا پہلا اقرار بے سود ہوگا۔ یہ لوگ جب عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوں گے تو خود اقرار کریں گے:

" تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ " (الشعراء: ۹۷، ۹۸)

(وہ اپنے معبودوں سے مخاطب ہوکر کہیں گے) بخدا! جب ہم نے تم کو رب العالمین کی ذات کے برابر تصور کیا تو اس وقت ہم واضح گمراہی میں تھے۔"

حالانکہ وہ ان کو تمام وجوہ سے اللہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے نہ اُن کو رازق مانتے تھے اور نہ اُن کو خالق تصور کرتے تھے لیکن جہنم کے گڑھے میں گرنے کے بعد اُن کو معلوم ہوگا کہ ہم توحیدِ عبادت میں شرک کی ملاوٹ کے باعث جہنم کا ایندھن بن گئے اور اس کی وجہ سے اللہ نے ان سے ایسا سلوک کیا جیسا کہ بتوں کو خدا کے برابر سمجھنے والے کے ساتھ کیا۔ چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

" وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ " (یوسف: ۱۰۶)

"ان میں سے اکثر لوگ، جو اللہ کا اقرار کرتے ہیں (یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ نے ان کو پیدا کیا اور زمین و آسمان کا خالق بھی وہی ہے، اس کے باوجود) مشرک ہیں (کیونکہ وُہ بتوں کی پُوجا کرتے ہیں)"۔

بلکہ اللہ نے اپنی اطاعت میں ریاکاری کو بھی شرک سے تعبیر فرمایا۔ حالانکہ ریاکار اللہ کا بندہ ہے کسی اور کا نہیں، مگر اس نے اپنی عبادت کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں اپنا مرتبہ حاصل کرنا چاہا ہے۔ بنا۔ بریں اس کی عبادت درجۂ قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔ اور اُسے شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں مذکور ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

" اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِيْ تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ " (مشکوٰۃ، ص ۴۵۴)

"میں کسی شریک کا محتاج نہیں۔ جس شخص نے ایسا عمل کیا کہ اس میں میرے ساتھ کسی غیر کو شریک کیا تو میں اس کی اور اس کے شرکیہ عمل کی پرواہ نہیں کرتا یعنی اس کا عمل قبول نہیں کرتا"۔

اللہ تعالیٰ نے عبدالحارث نام رکھنے کو شرک سے تعبیر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا:

" فَلَمَّا اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَا اٰتٰهُمَا " (الاعراف ۱۹۰)

کہ "جب اللہ نے حضرت آدم اور حضرت حوّاء کو لڑکا عطاء کیا تو انہوں نے اس میں شرک کیا۔ یعنی لڑکے کا نام عبدالحارث رکھا"۔

چنانچہ امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت سمرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت حوا کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہتا تھا۔ جب وہ حاملہ ہوئیں تو شیطان ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم جب تک اس کا نام عبدالحارث نہیں رکھو گی اس وقت تک تمہارا کوئی بچہ زندہ نہیں رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے شیطان کی بات مان کر بچے کا نام عبدالحارث رکھا۔ یہ شیطانی امر تھا جسے انہوں نے مان لیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نام رکھنے کو شرک سے تعبیر فرمایا کیونکہ ابلیس کا نام حارث ہے اور عبدالحارث کے معنی "شیطان کا بندہ" ہوا۔

یہ واقعہ درِ منثور وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔

غیر اللہ کو نفع و نقصان پر قادر سمجھنا شرک ہے:

اس تمام بحث سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ جو شخص کسی درخت، پتھر، قبر، فرشتہ اور جن وغیرہ زندہ یا مُردہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اس کو نفع پہنچانے پر قادر ہے اور اس کا نقصان بھی کر سکتا ہے، وہ اسے اللہ کے قریب کرتا ہے یا اس کے ہاں اس کی کسی دُنیوی حاجت کی سفارش کرتا ہے اور صرف اس کی سفارش سے اللہ کام کرتا ہے اور وہ اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ بنتے ہیں تو ایسا آدمی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اور اس کا یہ عقیدہ مشرکانہ ہے جیسے مشرک لوگ بتوں کے متعلق بھی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح جو شخص کسی مردہ یا زندہ کے لیے اپنے مال یا اولاد کی نذر مانتا ہے یا اس سے ایسی چیز طلب کرتا ہے جو غیر اللہ سے طلب کرنا جائز نہیں۔ جیسے کسی بیماری کی صحت کے لیے یا کسی غائب کے حاضر ہونے کے متعلق یا کسی مطلب براری کی خاطر، تو یہ سراسر شرک ہے۔ بتوں کی پُوجا کرنے والے اسی شرک میں مبتلا تھے۔

قبر پر قربانی کا حکم:

کسی میت پر مال کی نذر ماننا اور قبر پر قربانی کرنا، اس سے وسیلہ پکڑنا اور اس سے حاجت روائی کا سوال کرنا، یہ سب وُہی کام ہیں جو دورِ جاہلیت میں مشرک کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ان کا نام "وثن" اور "صنم" رکھا ہوا تھا۔ لیکن آج اہل قبور ان کو ولی تصور کرتے ہیں اور ان کی قبر و لحد کو مزارات سے تعبیر کرتے ہیں۔ حالانکہ نام تبدیل کرنے سے کسی شے کی ماہیت اور حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور نہ اس کے لغوی، عقلی اور شرعی معانی میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ جو شخص شراب پیتا ہے اور اسے پانی سے تعبیر کرتا ہے تو وہ حقیقتاً شراب ہی پیتا ہے اور اس کا عذاب شراب خور سے کم نہیں ہو گا، بلکہ ممکن ہے اس کے عذاب میں اضافہ ہو، کیونکہ اس نے نام تبدیل کر کے دھوکا، فریب اور جھوٹ سے کام بھی لیا ہے۔

کسی شے کا نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی!

احادیث میں مذکور ہے کہ ایک ایسی قوم آئے گی جو شراب پئیں گے اور اس کا نام تبدیل کر دیں گے۔ چنانچہ آج فاسقوں کا ایک گروہ ایسا ہے جو شراب کا عادی ہے لیکن اسے نبیذ کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ سب سے پہلا شخص جس نے سامعین کو خوش کرنے کے لیے ایسا نام تبدیل کیا، جو اللہ کی ناراضگی کا موجب ہُوا، شیطان تھا۔ اس نے حضرت آدم سے کہا:

"یٰادَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى" (طٰہٰ: ۱۲۰)

"اے آدم، آؤ میں تمہیں ایک ایسا درخت بتاؤں جس کا پھل کھانے سے ابدی اور دائمی زندگی ملتی ہے اور ایسا ملک ملتا ہے جسے کبھی زوال نہیں آئے گا۔"

تو اس نے اس درخت کا نام جس کے پاس آنے سے اللہ تعالیٰ نے روکا تھا "شجرۃ الخلد" رکھا، تاکہ اس کی طبیعت کو اس نام کے ساتھ، جو اس نے اختراع کیا تھا، مائل کر سکے اور اس کو دھوکا اور فریب دینے اور اس کے دل میں تحریک پیدا کرنے کے لیے اس نے اسے ایجاد کیا جیسے اس کے دیگر بھائی جو بھنگی اور پوستی ہیں، بھنگ کو فرحت و سرور کا گھونٹ کہتے ہیں۔ جیسے جور و جفا کے خوگر جو لوگوں کے مال پر ظلم و زیادتی سے قبضہ کرتے ہیں، اس کا نام ادب رکھتے ہیں۔ وُہ کسی کا نام قتل کا ادب، کسی کا چوری کا ادب اور کسی کا نام تہمت کا ادب رکھتے ہیں۔ وُہ ظلم کو ادب سے تعبیر کرتے ہیں جیسے بعض لوگ مقبوضہ مال کو نفع سے تعبیر کرتے ہیں، بعض اسے کمیشن کہتے ہیں اور بعض اسے ناپنے اور تولنے کا ادب کہتے ہیں۔ لیکن یہ تمام امور اللہ کے نزدیک ظلم و زیادتی ہیں۔ جیسا کہ کتاب و سنت سے معمولی سی واقفیت رکھنے والا مسلمان جانتا ہے کہ یہ تمام باتیں ابلیس نے ان کو سکھلائی ہیں۔ جس نے "شجرِ ممنوعہ" کو "شجرۃ الخلد" سے تعبیر کیا تھا۔

مزار، صنم اور وثن کا دوسرا نام ہے:

اسی طرح کسی کی قبر کو مشہد یا مزار کہنے اور قبر کے مردہ کو ولی تصور کرنے سے اسے صنم اور وثن کے حکم سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ وُہ ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں جیسا کہ مشرک لوگ بتوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ وُہ ان کے گرد یُوں طواف کرتے ہیں۔ جیسے حاجی لوگ بیت اللہ کے گرد طواف کرتے ہیں اور اسے یُوں بوسہ دیتے ہیں جیسے وُہ ارکانِ بیت اللہ کو بوسہ دیتے ہیں اور میت کو ایسے کلمات سے مخاطب کرتے ہیں جو کفریہ ہوتے ہیں۔ مثلاً وُہ کہتے ہیں کہ "یہ کام کرنا تیرے اور اللہ کے ذمے ہے۔" جب کسی مصیبت کے بھنور میں پھنس جاتے ہیں تو ان کا نام لے کر پکارتے ہیں اور ہر ملک کے لوگوں کے لیے کوئی نہ کوئی ایسا آدمی ہوتا ہے جسے وُہ پکارتے ہیں۔ چنانچہ اہلِ عراق اور اہلِ ہند شیخ عبد القادر جیلانی کو پکارتے ہیں، اور اہلِ تہامہ کے لیے ہر شہر میں ایک میت ہے جسے وُہ پکارتے ہیں۔ وُہ "یا زیلعی" اور "یا ابن العجیل" وغیرہ کے نعرے لگاتے ہیں۔ اہلِ مکہ اور اہلِ طائف ابنِ عباس کو پکارتے تھے۔ اہلِ مصر "یا رفاعی" اور "یا بدوی" کا نعرہ لگاتے تھے۔ اہلِ جبال "یا ابا طیر" اور اہلِ یمن "یا ابن علوان" کا نعرہ لگاتے تھے۔

چنانچہ ہر شہر میں کوئی نہ کوئی ایسا مُردہ ہوتا ہے جسے وہ پکارتے، اس سے فریاد رسی کی درخواست کرتے اور اس سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کی تکلیف کو رفع کریں گے اور انہیں راحت و سکون پہنچائیں گے۔ ان لوگوں کے کام بعینہٖ ان مشرکوں جیسے ہیں جو وہ بتوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

مزارات پر اللہ کے نام کی قربانی:

اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اسے اللہ کے لیے قربانی دی ہے اور اس پر اسی کا نام لیا ہے تو آپ ان سے دریافت کیجئے، کہ اگر تم نے اللہ کے نام پر قربانی دی ہے تو پھر تم نے اپنی قربانی بابِ مشہد کے پاس لے جا کر اور وہاں پر ذبح کرنے کو افضل سمجھ کر کیوں قربانی دی؟ کیا اس سے تمہارا مدعا اس کی تعظیم کرنا تھا؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو تمہاری یہ قربانی غیر اللہ کے نام پر ہو گئی بلکہ تم نے غیر اللہ کو، اللہ کا شریک بنا دیا۔ اگر آپ کا ارادہ اس کی تعظیم کرنا نہیں ہے تو کیا آپ بابِ مشہد کو گندگی اور نجاست سے آلودہ کرنا چاہتے ہیں، کیوں کہ وہاں پر لوگ جمع ہوں گے اور اُن سے گندگی اور نجاست پھیلے گی۔ آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کا یہ ارادہ ہرگز نہیں، بلکہ آپ کی مراد تو پہلے معانی ہیں پھر اسی طرح ان کا اس کو پکارنا بھی ہے۔ یہ ایسے امور ہیں جن کے شرک ہونے میں ذرہ بھر شائبہ نہیں۔

فاسقوں کے متعلق دستگیری کا عقیدہ:

کچھ لوگ بعض زندہ فاسق و فاجر لوگوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مصائب و شدائد کے موقعہ پر وہ ان کی دستگیری کرتے ہیں۔ چنانچہ امن و سکون کا زمانہ ہو یا کرب و بلا کا دور، وہ ان فاسقوں اور فاجروں کو پکارتے رہتے ہیں۔ حالانکہ وہ افعالِ شنیعہ اور امورِ قبیحہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جہاں اللہ نے ان کو حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے وہاں حاضر نہیں ہوتے۔ جمعہ اور نمازِ باجماعت میں کبھی حاضر نہیں ہوتے۔ وہ کسی بیمار کی عیادت کرتے ہیں نہ کسی کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔ اکلِ حلال کی کبھی تلاش نہیں کرتے، وہ اپنے آپ کو متوکل کہتے ہیں اور علمِ غیب کا دعوٰے کرتے ہیں۔ ابلیس ان کے پاس اپنی ایک جماعت بھیجتا ہے جو ان کے دلوں پر پوری طرح چھا جاتے ہیں۔ وہ ان کے نعروں کی تصدیق کرتے ہیں اور وہ ان کی تعظیم کرتے ہیں، اور ان کو رب العالمین کے شریک ٹھہراتے ہیں۔ افسوس ان کی عقل کہاں گئی، ان کی شریعت کہاں گئی کہ ان کو اتنا بھی علم نہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر جن کو یہ پکارتے ہیں وہ ان کی مثل بندے ہیں۔

(جاری ہے)